تنظیمِ اسلامی

کا امتیازی محل و مقام

مؤلف : ڈاکٹر اسرار احمد

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی

دوسری منزل، حق چیمبر، بالمقابل بسم اللہ تقی ہسپتال، کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی

فون: 4306040-41 ای میل: karachisouth@tanzeem.org

ویب سائٹ: www.tanzeem.org

پیشِ لفظ

الحمدللہ! تنظیم اسلامی ایک نظریاتی جماعت ہے جس کے قیام کا ایک خاص پس منظر ہے۔ یہ جماعت ایک منفرد فکر کی حامل اور ایک ایسے طریقہ کار پر عامل ہے جو ''منہجِ انقلاب نبوی ﷺ'' سے ماخوذ ہے۔ تنظیمِ اسلامی میں شامل ہونے والے حضرات وخواتین کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ جذباتی طور پر نہیں بلکہ شعوری طور پر اِس جماعت کے پس منظر، فکر اور طریقۂ کار کو سمجھ کر شمولیت کا فیصلہ کریں۔ اِسی طرح رفقاء ورفیقاتِ تنظیمِ اسلامی کے لیے بھی لازم ہے کہ اپنی فکر کو مطالعۂ لٹریچر کے ذریعہ تازہ کرتے رہیں تاکہ یکسوئی اور اعتماد کے ساتھ خدمتِ دین کا فریضہ ادا کرسکیں۔ جو رفقاء و رفیقات ایسا نہیں کرتے، تنظیم کا فکر اُن کے ذہنوں میں دھندلا جاتا ہے۔ وہ تنظیم کی سست روی اور عوام الناس کی طرف سے حوصلہ شکن پذیرائی سے مایوس ہو کر دائیں بائیں دیکھتے ہیں۔ پھر کسی اور جماعت کے اجتماعات میں شرکاء کی کثیر تعداد کو دیکھ کر، اُس کی فکر اور طریقۂ کار سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ تنظیم کے فکر اور طریقۂ کار پر اُن کا اعتماد متزلزل ہوجاتا ہے اور وہ اِس میں تبدیلی کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔ وہ دیگر جماعتوں یا اداروں کی مثال سامنے رکھ کر تجاویز دیتے ہیں کہ :

(1) ہماری دعوت میں نرمی کا پہلو غالب ہونا چاہیئے۔ شرعی پردے اور حلال وحرام کی تمیز کے حوالے سے زیادہ تاکیدی انداز اختیار کرنا مناسب نہیں۔ قرآنِ حکیم کی تعلیمات بار بار سن کر لوگوں کے عمل میں ازخود تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

(2) ہمیں نظم کی سختی کم کرنی چاہیئے۔ اِس سے گھٹن سے پاک ایک آزاد فضا کا ماحول فراہم ہوگا جس میں رفقاء ورفیقات کے لیے کام کرنا آسان ہوجائے گا اور عوام میں ہماری دعوت کو پذیرائی حاصل ہوگی۔

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہٗ نے مذکورہ تجاویز کے حوالے سے مورخہ ۵/ اگست ۲۰۰۱ء کو قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں رفقاء ورفیقاتِ تنظیم اسلامی سے ایک فکر انگیز خطاب فرمایا۔ افادۂ عام کے لیے اِس خطاب کو قارئین کی خدمت میں تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

نوید احمد

امیر تنظیمِ اسلامی

حلقہ کراچی جنوبی

تنظیمِ اسلامی کا امتیازی محل ومقام

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر تنظیمِ اسلامی کے قیام کا پس منظر، تنظیم کا دینی وعمرانی فکر اور اِس کی دعوت وطریقۂ کار کی مسلسل یاد دہانی کا اہتمام نہ ہوتو رفقاء ورفیقات شکوک اورشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دین کا انقلابی فکر اُن کے ذہنوں میں دُھندلا جاتا ہے۔وہ تنظیم کی پیش رفت کوسست محسوس کرتے ہوئے مایوس ہوجاتے ہیں۔پھر وہ دائیں بائیں دیگر جماعتوں کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اوراُن کے کارکنوں کی کثیر تعداد دیکھ کر تنظیم کے طریقۂ کار میں بھی تبدیلی چاہتے ہیں۔ اِس حوالے سے مندرجہ ذیل نکات ہمیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں :

1- سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھیئے کہ اسلام دین ہے محض مذہب (**Religion**) نہیں۔ اِس میں نہ صرف انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی زندگی کے بارے میں بھی احکامات دیے گئے ہیں۔ ہدایتِ قرآنی ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ (البقرۃ : ۲۰۸)۔لہٰذا جہاں انفرادی زندگی میں احکاماتِ اسلامی پرعمل کرنا ضروری ہے، وہیں اجتماعی زندگی میں بھی احکاماتِ اسلامی کا نفاذ لازم ہے۔اِسی کو اقامتِ دین یعنی اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کا قیام کہتے ہیں۔ گویا ایک مسلمان پر جس طرح انفرادی زندگی میں ارکانِ اسلام کی ادائیگی لازم ہے اِسی طرح اس پر اقامتِ دین کے مال وجان سے جدوجہد کرنا بھی فرض ہے۔

اقامتِ دین کی جدوجہد کی فرضیت بدقسمتی سے ہماری اکثریت کے پیشِ نظر ہے ہی نہیں۔قرآنِ حکیم پڑھا بھی جاتا ہےاور پڑھایا بھی جاتا ہےلیکن ’’اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ‘‘ (دین کوقائم کرواور اِس میں تفرقہ نہ ڈالو۔الشوریٰ :۱۳)، ’’یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ ‘‘ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کھڑے

ہو جاؤ عدل کے علمبردار بن کر۔ النساء :۱۳۵) ،'' یَـاَیُّهَـاالَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا کُـوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ''(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے عدل کے گواہ بن کر۔ المائدہ :۸) اور ''لِیَـقُـوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ''(تا کہ لوگ قائم ہوں عدل پر۔ الحدید :۲۵) کے کٹھن احکامات سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے اسلام پر عمل کر رہے ہوتے ہیں لیکن جزوی طور پر۔ اگر یہ رویہ غیر شعوری طور پر ہے تو شاید قابل معافی ہو، لیکن اگر جان بوجھ کر ہے تو سورۃ البقرہ آیت ۸۵ کے حوالے سے وہ بدترین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ شدید ہے۔ ممکن ہے کہ اسلام پر اِس جزوی عمل کی وجہ سے وہ خدماتِ دینی بھی حبط کر لی جائیں جو صرف درس و تدریس اور وعظ و نصیحت تک محدود ہیں۔

2 - تنظیمِ اسلامی کے قیام کے پس منظر کو یاد رکھیئے۔ سوچیئے آخر ہم نے تنظیم کیوں بنائی۔ ویسے بھی اِن حالات میں جب کہ امتِ مسلمہ پہلے ہی کئی فرقوں اور جماعتوں میں منقسم ہے، ایک علیحدہ جماعت بنانا کوئی اچھا کام محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن اِس سب کے باوجود ہم نے تنظیم بنائی۔ ۱۹۷۴ء میں تنظیم اسلامی قائم کرتے وقت میں نے اِس کے قیام کا پس منظر اپنی اُن دو تحریروں میں بیان کر دیا تھا جو ''تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر'' نامی کتاب میں موجود ہیں۔ اِن تحریروں میں، میں نے واضح کر دیا تھا کہ دینِ اسلام کے احیائی عمل کے تین گوشے ہیں یعنی قومی، مذہبی اور دینی۔ **قومی گوشہ** مسلمانوں کے دنیوی مفادات کے تحفظ اور حقوق کے حصول سے تعلق رکھتا ہے۔ اِس گوشے میں مسلم لیگ اور اُس کے ساتھ کئی اور جماعتیں برسرکار رہیں۔ **مذہبی گوشہ** انفرادی اعتبار سے مسلمانوں کے عقائد کی درستگی، عبادات کی ادائیگی اور رسومات کی اصلاح سے بحث کرتا ہے۔ اِس گوشہ میں علمائے کرام اور اُن ہی کی سرپرستی میں تبلیغی جماعت بڑی سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ تبلیغی جماعت کے زیرِ اثر وعظ و نصیحت کا بڑا مفید کام ہو رہا ہے جس سے لوگوں میں

انفرادی اعتبار سے فرائض کی ادائیگی اور اتباعِ سنت کا ذوق وشوق پیدا ہو رہا ہے۔ **دینی گوشہ** اجتماعی زندگی میں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام سے متعلق ہے۔ اِس گوشہ میں جماعتِ اسلامی کام کر رہی تھی لیکن قیامِ پاکستان کے بعد انتخابی سیاست میں حصہ لینے کی وجہ سے اُس نے اصولی اسلامی جماعت کے منصب سے نیچے اتر کر ایک اسلام پسند قومی سیاسی جماعت کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اُس کے پیشِ نظر اب کسی نہ کسی طرح اقتدار کا حصول ہے۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے صالحین کی جماعت تیار کرنا اور اِس کے لیے افراد کے افکار کی تطہیر، نفوس کا تزکیہ اور عقائد واعمال کی اصلاح کا کام جماعتِ اسلامی کی ترجیحات میں ثانوی درجے کی اہمیت کا حامل ہو کر رہ گیا ہے۔

جماعتِ اسلامی کے علاوہ کچھ اور جماعتیں بھی نفاذِ اسلام کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن اُن کی حیثیت بھی کسی خاص مسلک یا فرقہ کی نمائندہ جماعت سے زیادہ نہیں ہے۔ دین کے اِس تیسرے اور اہم ترین گوشے میں ایک خلا ہے جسے پُر کرنے کے لیے تنظیمِ اسلامی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

تنظیمِ اسلامی اپنے قیام کی وجوہات کے ساتھ ساتھ اپنے مقصد میں بھی منفرد ہے۔ اِس جماعت کا مقصد حسبِ ذیل دینی فرائض کی ادائیگی کے لیے مسلمان حضرات وخواتین کو پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے:

☆ انفرادی اعتبار سے عقائد واعمال اور سیرت وکردار کی اصلاح۔ اِس حوالے سے زیادہ زور جملہ فرائض وواجبات کی ادائیگی اور بالخصوص شرعی پردے کے اہتمام اور رزقِ حلال کے حصول پر ہے۔

☆ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ فریضۂ شہادت علی الناس کی ادائیگی۔

☆ پہلے پاکستان میں اور پھر عالمی سطح پر دینِ حق کے غلبے کے لیے کوشش کرنا۔

مندرجہ بالا فرائضِ دینی کی ادائیگی، بالخصوص ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کر کے دینِ حق کو غالب کرنا، ایک منظّم جماعت کے قیام کے بغیر ناممکن ہے۔ لہٰذا ہم نے بیعتِ سمع و طاعت فی المعروف کی مضبوط اساس پر تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ واحد اساس ہے جو :

☆ منصوص ہے یعنی قرآن وحدیث کے نصوص سے ثابت ہے۔

☆ مسنون ہے یعنی سنت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہے۔

☆ ماثور ہے یعنی سلف صالحین کے عمل کے مطابق ہے۔ دورِ خلافت راشدہ سے لے کر پچھلی صدی عیسوی کے اوائل تک حکومت کے قیام، حکومت کی اصلاح، اقامتِ دین کی جدوجہد، تزکیۂ نفوس کے لیے سلسلۂ ارشاد وغیرہ کے لیے اجتماعیت کی اساس بیعتِ سمع وطاعت فی المعروف ہی رہی ہے۔

3 - اچھی طرح جان لیجئے کہ معاملہ اگر صرف وعظ ونصیحت اور درس وتدریس تک محدود ہوتو بہت لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔ میں بھی جب تک دروسِ قرآن دیتا رہا تو بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوتے رہے۔ مسجدِ شہداء لاہور میں ۷۰۰ آدمی ہر اتوار میرے درسِ قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ البتہ جب عمل کی بات کی جائے تو بھیڑ چھٹ جاتی ہے۔ قرآن کی انقلابی دعوت ۷۰۰ افراد سنتے رہے لیکن جب اُنہیں اقامتِ دین کے فرض کی ادائیگی کے لیے تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی تو ابتداء میں صرف ۱۶۲ افراد رفیق کار بنے۔

تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں، لیکن اُن کے اکابرین بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اگلی بات کا تقاضا کیا اور نہی عن المنکر کے لیے میدان میں آنے کو کہا تو یہ بھیڑ چھٹ جائے گی۔

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے مؤسسین میں شامل ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ اِس زمانہ میں بڑے بڑے تجارتی کام بغیر سود کے انجام نہیں دیے جاسکتے، لیکن آپ

ہمیں بار بار سود کے بارے میں سخت آیاتِ قرآنی اور وہ حدیث سنا دیتے ہیں جس میں اِس گناہ کے ستر حصے بتائے گئے ہیں اور سب سے چھوٹے حصے کو اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ آپ ایسی باتیں بیان کرنا چھوڑ دیں ورنہ ہم آپ کے خطابات میں شرکت کرنا چھوڑ دیں گے۔ ظاہری بات ہے کہ میں سود کی حرمت کے بیان کو چھوڑ کر حق کو چھپانے کا مجرم نہیں بن سکتا تھا، لہٰذا اُن صاحب نے میرے خطابات میں آنا چھوڑ دیا۔ اگر میں بھی صرف انجمن آرائی کا طلب گار ہوتا تو عمل کی بات ہی نہ کرتا اور ایک بھیڑ میرے گرد بھی اکٹھی رہتی۔

اِسی طرح عمل کے ساتھ ساتھ کسی جماعت میں شامل ہونا اور اُس کے نظم کی پابندی کرنا بھی لوگوں پر گراں گزرتا ہے۔ نظمِ جماعت میں تو آدمی سے باز پرس ہوتی ہے، وقت دینے اور مال خرچ کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ بار بار اپنی طبیعت و مزاج کے خلاف نظم کے تقاضے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اِس وجہ سے لوگ پیچھے ہٹتے ہیں، لیکن ظاہری بات ہے کہ اگر مقصود اقامتِ دین کی جدوجہد ہے تو پھر اِس کے لیے ایک منظّم جماعت کا قیام اِسی طرح ضروری ہے جیسے نماز کے لیے وضو کرنا اور حج کی ادائیگی کے لیے احرام باندھنا لازم ہے۔

4 - یہ سوچ درست نہیں کہ ہمیں عمل کی دعوت بتدریج دینی چاہیئے۔ الحمدللہ کہ ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا'' (آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔ المائدہ : ۳) کے الفاظِ قرآنی کے مطابق دین مکمل ہو چکا ہے اور اب پورے کے پورے دین پر عمل کی کوشش کرنا لازم ہے۔ یہ درست ہے کہ مکی دور میں بہت کم احکاماتِ شریعت نازل ہوئے۔ اکثر احکاماتِ شریعت کا نزول مدنی دور میں ہوا۔ لیکن جیسے ہی اِن احکامات کا نزول ہوا، اِس کے فوراً بعد سے اُن پر عمل واجب ہو گیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم کی ترتیبِ تلاوت میں وہ سورتیں

ابتداء میں آتی ہیں جن میں احکاماتِ شریعت کا بیان ہے۔ البتہ مکی دور میں تو محض '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کہنے پر سختیاں اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ اہلِ ایمان پر ابتداء ہی سے جو تکالیف اور مصائب آئے، اِس سے اُن کی تربیت ہوئی اور وہ صحیح معنوں میں انقلابی کارکن بن گئے۔ اُن کی آزمائش کا آغاز کلمہ پڑھنے سے ہوتا تھا جبکہ ہمارا امتحان احکاماتِ شریعت پر عمل کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کی سہولتیں دیکھتے رہیں گے اور اُنہیں دین کے اُن احکامات کی تلقین نہیں کریں گے جن پر عمل مشکل ہے تو اِس طرح کے لوگ کبھی بھی انقلابی کارکن نہیں بن سکیں گے۔ مکی دور میں مردوں اور خواتین دونوں نے مصائب برداشت کیے۔ حضرت یاسرؓ کے ساتھ اُن کی اہلیہ حضرت سمیہؓ نے بھی اذیتیں جھیلتے جھیلتے جامِ شہادت نوش کیا۔ ہجرت میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک تھیں۔ اِس کا تذکرہ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۹۵ میں اِن الفاظ میں کیا گیا ہے :

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُم مِّن ۢ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

'' پس جواب دیا اُن کی دعاؤں کا اُن کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے ہی میں سے ہو۔ پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ستایا گیا اور جنہوں نے جنگ کی اور جو شہید کر دیئے گئے، میں ضرور اُن سے اُن کی خطائیں دور کر دوں گا اور اُنہیں داخل کروں گا ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ہمیشہ رہیں گے اُن میں۔ یہ بدلہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس ہی ہے بہترین بدلہ''۔

5- خدمتِ قرآن کے حوالے سے محض درس وتدریس کا کام کرنا بھی بہت اچھا ہے۔ ابتداء میں، میں تنہا یہ کام کررہا تھا لیکن اب کئی اور شخصیات و ادارے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ''تعاون علی البر'' کے جذبہ کے تحت ہم نے اِن اداروں سے ہمیشہ تعاون کیا ہے۔ لیکن اِن اداروں نے درس وتدریسِ قرآن ہی کو مقصود بنالیا ہے اور اُن کے پلیٹ فارم سے اگلی منزل یعنی اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا۔ ہم درس وتدریس کو مقصود نہیں صرف ذریعہ سمجھتے ہیں، جیسے نماز ایک ذریعہ ہے اصل مقصود اقامتِ دین ہے۔ حکم قرآنی ہے کہ ''وَاستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلٰوۃِ'' (صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ البقرہ:۱۵۳)۔ پھر مدد بھی کسی مقصود کے لیے حاصل کی جاتی ہے۔ سورۂ توبہ آیت:۳۳، سورۂ فتح آیت:۲۸ اور سورۂ صف آیت:۹ کی روشنی میں مقصود ہے اقامتِ دین۔ اِسی طرح درس وتدریس اصل مقصود نہیں بلکہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے ایک ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ۱۹۶۷ء میں ایک طرف ''اسلام کی نشأۃِ ثانیہ-- کرنے کا اصل کام'' کے عنوان سے تحریر میں علمی کام کی اہمیت پر زور دیا لیکن اِسی سال تنظیم اسلامی کی ''قراردادِ تاسیس'' بھی مرتب کی۔ ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم کی لیکن اِس موقع پر بھی واضح کر دیا کہ انجمن کے قیام سے میرے پیشِ نظر محض درس وتدریس نہیں بلکہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ یعنی دینِ حق کے غلبۂ ثانی کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔

6 - طریقۂ کار کے ضمن میں ہم ممکن حد تک ''منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ'' پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔ اِس طریقۂ کار میں اوّلین مرحلہ **دعوت** کا ہے لیکن اِس میں بھی ابتداءً زیادہ زور انذار پر ہوتا ہے نہ کہ تبشیر پر جیسا کہ سورۂ مدثر، سورۂ فرقان اور سورۂ یٰس کی ابتدائی آیات سے واضح ہے۔ دوسرے مرحلے میں **جماعت سازی** ہے لیکن بیعتِ سمع وطاعت کی مضبوط اور جکڑ دینے والی اساس پر۔ تیسرے مرحلے میں **تربیت**

ہے جو حاصل ہوتی ہے پورے کے پورے دین پر عمل کرنے سے۔ پورے کے پورے دین پر عمل کے نتیجے میں، بگڑے ہوئے معاشرے کی طرف سے ایسی مخالفت ہوتی ہے جو انسان کو کُندن بنا دیتی ہے۔ پھر **صبرِ محض** کے مرحلے سے گزرنا تو اوّل دن ہی سے اِس راہ کا لازمی حصہ ہے۔ اِن مراحل سے گزر کر، اگر منظّم اور تربیت یافتہ افراد کی معتد بہ تعداد پر مشتمل ایک جماعت فراہم ہو گئی تو **اقدام** کے مرحلے کا آغاز کیا جا سکے گا۔ سنتِ نبوی ﷺ سے ماخوذ اِس طریقۂ کار میں ہم محض لوگوں کی خواہشات کا خیال کرتے ہوئے اور اُن سے پذیرائی حاصل کرنے کے لیے کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ ہمارا نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہے جیسا کہ ہمارے دستور کی دفعہ ۱ میں درج ہے :

الف : تنظیم اسلامی نہ معروف معنی میں سیاسی جماعت ہے، نہ مذہبی فرقہ، بلکہ ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت ہے جو پہلے پاکستان اور بالآخر کل روئے زمین پر اللہ کے دین کے غلبے، یعنی اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کے قیام یا بالفاظِ دیگر ''اسلامی انقلاب'' اور اِس کے نتیجے میں ''نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔

ب : انفرادی سطح پر اِس کے جملہ شرکاء کا اصل نصب العین صرف رضائے الٰہی اور نجاتِ اخروی کا حصول ہے۔

نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہونے کی وجہ سے ہم نہ اپنی دعوت میں حق کے بیان سے گریز کر سکتے ہیں تاکہ لوگ قریب آئیں اور نہ ہی مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرح غیر سنجیدہ کام کر سکتے ہیں تاکہ کسی Short-cut کے ذریعہ جلد از جلد اقامتِ دین کی منزل سر کرنے کی کوشش کریں۔ اقامتِ دین ہمارا مقصود ہے لیکن نصب العین نہیں کہ ہم اِس کی خاطر اصولوں پر سمجھوتا کر کے اپنے طریقۂ کار کو بدل ڈالیں۔ میں نے تو ۱۹۷۴ء ہی میں یہ بات اپنی ایک تحریر میں لکھ دی تھی (جو 'تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر' نامی کتاب میں موجود ہے) کہ اقامتِ دین کی منزل مرحلے وار سر ہو گی یعنی '' لَتَرۡکَبُنَّ

طَبَقًا عَن طَبَقٍ ''(تم لازماً چڑھو گے درجہ بہ درجہ۔ الانشقاق :۱۹)۔ یہ صرف نبی کریم ﷺ تھے جنہوں نے ایک ہی Life Span میں یہ کام مکمل کرلیا۔ اب تو کئی نسلوں میں جاکر یہ کام مکمل ہوگا۔ پچھلی صدی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے حکومتِ الٰہیہ کا نعرہ لگایا۔ پھر جب وہ قومی جدوجہد میں کھو گئے تو مولانا مودودی نے اِس کام کا بیڑا اُٹھایا اور جب وہ انتخابی سیاست کی بھُول بھلیوں میں گم ہو گئے تو میں اِس مشن کو آگے لے کر چلنے کی کوشش کررہا ہوں۔

7 - ہمارے رفقاء و رفیقات کو چاہیئے کہ وہ تنظیم اسلامی کا موازنہ کسی اور جماعت یا تحریک سے نہ کریں۔ جس طرح غالب نے کہا تھا :

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

اِسی طرح تنظیم اسلامی اپنے قیام کی وجوہات، اپنی فکر، مقاصد، نصب العین اور طریقۂ کار کے اعتبار سے ایک منفرد جماعت ہے۔ اِس سلسلہ میں ہمارے ہر رفیق اور رفیقہ کو مندرجہ ذیل تین کتابیں بار بار پڑھتے رہنا چاہیئے:

☆ عزمِ تنظیم
☆ تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
☆ تنظیم اسلامی کا تعارف

8 - میں خاص طور پر رفیقات کو نصیحت کروں گا کہ وہ مردوں کے ساتھ دینی فرائض کی ادائیگی میں بھرپور تعاون کریں۔ اُن کے کام کا اوّلین میدان گھر ہے۔ گھر میں اپنے شوہر، محرم مردوں اور اولاد کے حوالے سے حضرت خنساءؓ کی مثال یاد رکھیں جنہوں نے اپنے چار بیٹوں کی مجاہدانہ تربیت کی، اُن کے اندر شوقِ شہادت پیدا کیا اور جنگ قادسیہ میں خود ساتھ لے جاکر اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ پھر جو خواتین باصلاحیت ہیں اور جن کے

لیے ممکن ہو، وہ گھر سے باہر بھی شریعت کی طے کردہ حدود میں خدمتِ دین کا کام انجام دیں ۔قرآنِ حکیم خیر وشر دونوں کے فروغ کے حوالے سے خواتین کا ذکر مردوں کے ساتھ متوازی اسلوب میں کرتا ہے۔سورۂ توبہ آیت ٦٧ میں منافق مردوں کے ساتھ منافق خواتین کا تذکرہ اِس طرح کیا گیا :

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿﴾

''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے ہی میں سے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں (یعنی بخل کرتے ہیں) اُنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے اُنہیں نظر انداز کر دیا۔ بے شک منافقین ہیں ہی فاسق''۔

اِسی سورۃ کی آیت ۷۱ میں مومن مردوں کے ساتھ مومن خواتین کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿﴾

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی ۔عنقریب اللہ اُن پر رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ زبردست ہے کمالِ حکمت والا''۔

حرفِ آخر :

آخر میں، میں کہوں گا کہ ہمیں ''دینی فرائض کا جامع تصور'' اور ''منہجِ انقلاب نبوی ﷺ'' کو

ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے ، اِن کی روشنی میں اپنی کوششوں کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہیئے اور کوتاہیوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیئے ۔ ''اُس کی امیدیں قلیل ،اُس کے مقاصد جلیل'' کے مصداق نتائج کی پرواہ کیے بغیر، ذہنًا ناکامیوں کے لیے تیار رہتے ہوئے خالصتًا رضائے الٰہی اور نجاتِ اخروی کے حصول کے لیے تن من دھن لگا کر دینی فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہنا چاہیئے ۔ ہمیں نہ دائیں بائیں کے جزوی کاموں کو دیکھ کر متاثر ہونا چاہیئے اور نہ ہی اپنی قلتِ تعداد سے مایوس ہونا چاہیئے ۔'' قَلِیلٌ مِّن عِبَادِیَ الشَّکُور '' (میرے بندوں میں سے کم ہی ہیں جو شکر گزار ہوتے ہیں ۔ سبا:۱۳) کے مصداق ابتداء میں انقلابی تحریک کا ساتھ دینے والے ہمیشہ کم ہی ہوتے ہیں ۔ مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو ۱۳ برس کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں بمشکل سو یا سوا سو ساتھی میسر آئے لیکن جب کٹھن مراحل کے بعد فتوحات کا دور آیا تو لوگ فوج در فوج دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے ۔ میری دعا ہے کہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعدَ اِذ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِن لَّدُنکَ رَحمَۃً اِنَّکَ اَنتَ الوَھَّابُ - آمین!

اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے!

''اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے!

صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی اور ساتھی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن یہ وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے، مجھ پر ایسے ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو اور میری اُسی طرح تصدیق کریں گے جیسے تم نے کی ہے اور اُسی طرح میری مدد کریں گے جیسے تم نے کی ہے، تو اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے''! (مسندِ ابنِ ابی شیبہ)

قرآن میڈیا پلیئر

مدرّسین اور شائقینِ علومِ قرآنی کے لیے خوشخبری

☆ چار مدرسین کے صوتی تراجم :

- ڈاکٹر اسرار احمد
- حافظ عاکف سعید
- انجینئر نوید احمد
- شجاع الدین شیخ

☆ خوبصورت قرآنی متن - انڈو پاک طرزِ کتابت

☆ سرچ آپشنز کے ساتھ اردو، انگریزی ترجمے اور مکمل تفسیر عثمانی

☆ دو حسین قراءت

☆ متن قرآنِ حکیم میں تلاش کرنے کے لیے مختلف آپشنز کی سہولت (مادّہ، لفظ اور موضوع)

ایک **DVD** پر دستیاب یہ سافٹ ویئر دورۂ ترجمہ قرآن کی نشستوں میں بیان کیے گئے ترجمۂ قرآن اور مختصر تشریح کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہے جس میں بنیادی طور پر قرآنی آیت کے ساتھ صوتی ترجمہ اور تشریح کو منسلک کیا گیا ہے۔ یعنی اسکرین پر نظر آنے والی کسی بھی آیت پر ڈبل کلک کرنے سے آپ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح مختلف مدرّسین کی زبانی سن سکیں گے۔

تیار کردہ: شعبہ آئی ٹی، قرآن اکیڈمی، کراچی

www.quranmediaplayer.com

support@quranmediaplayer.com

تنظیم اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے

نہ کوئی سیاسی جماعت ہے نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک

اسلامی انقلابی جماعت ہے

جو اولاً پاکستان میں اور بالآخر ساری دنیا میں

دینِ حق یعنی اسلام کو غالب یا بالفاظِ دیگر

نظامِ خلافت

قائم کرنا چاہتی ہے۔

امیر: حافظ عاکف سعید